قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

(متفرقات)

دینی رشتہ کی تلاش

کی

حقیقت

فرقان الدین احمد

Ketabton.com

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم اللہ الرحمان الرحیم

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقّاً وَّ ارْزُقْنَا اتِّبَاعَہ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَّ ارْزُقْنَا اجْتِنَابَہ

دینی رشتہ کی تلاش کی حقیقت

(۷)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "شادی کے لئے عورت کی چار باتیں دیکھی جاتی ہیں، مال، نسب، خوبصورتی، دین۔ **تجھے دیندار کو حاصل کرنا چاہیے** (اگر تو نہ مانے) تو تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں گے"۔ **[صحیح بخاری۔ جلد سوم۔ نکاح کا بیان۔ حدیث ۸۲]**

زندگی کے چند حقائق کا ادراک محض ان کے وقوع پذیر ہونے کے بعد ہی ایک تجربہ کی صورت میں ہوتا ہے۔ اور چونکہ زندگی میں پیش آنے والا ہر واقعہ نہ صرف اللہ سبحان و تعالیٰ کی ازلی رقم شدہ تقدیر[1] کے عین مطابق واقع ہوتا ہے اور ہر واقعہ ایک نعمت یا مصیبت[2] کی صورت میں اپنی ذات میں خیر و شر کا مجموع ہوتا ہے۔ **اسی لیے بحیثیت مسلمان ہماری تمام تر دعاؤں اور علمی و عملی کوششوں کا مطمع نظر اس حادثاتی و غیر حادثاتی واقعہ میں موجود خیر کے حصول اور اس کے شر سے اپنی حفاظت پر ہونی چاہیے**۔ انہیں واقعات میں سے ایک واقعہ عصر حاضر میں بحیثیت والدین اپنی اولاد کے لیے رشتہ ازواج کی تحقیق و تلاش کا مرحلہ ہے یا خود اپنے لیے زوج کی تلاش ہے۔

یہ مضمون بحیثیت والدین اپنی اولاد کے لیے رشتہ ازواج کی تحقیق و تلاش کے سلسلہ میں تحریر کیا گیا ہے؛ اور جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مطابق نکاح میں چار امور ہی مطلوب کے درجہ میں ہیں؛ تو یہ مضمون صرف چوتھے مطلوب امر یعنی "دیندار رشتہ" کی تلاش پر مرکوز ہے۔ مزید براں چونکہ ہر مسلمان معاشرہ تین گروہوں (اہل حق؛ اہل باطل اور اختیاری جہالت کے حامل عملی منافقین) پر مشتمل ہوتا ہے؛ جن میں اہل حق اور اہل باطل دو انتہائیں ہونے کے باعث قلیل تعداد میں اور اختیاری جہالت کے باعث عملی منافقین[3] ہمیشہ

---

[1] ملاحظہ فرمائیں "قوا انفسکم و اھلیکم (ڈیجٹل ایڈیشن چہارم)" میں مضمون "تقدیر کی حقیقت"

[2] ملاحظہ فرمائیں "قوا انفسکم و اھلیکم (ڈیجٹل ایڈیشن چہارم)" میں مضمون "نعمت اور مصیبت کی حقیقت"

[3] ملاحظہ فرمائیں "قوا انفسکم و اھلیکم (ڈیجٹل ایڈیشن چہارم)" میں مضمون "نفاق کی حقیقت"

(c) ketabton.com: The Digital Library

اکثریت میں ہوتے ہیں اور انہیں عملی منافقوں میں ایک انتہائی قلیل طبقہ اپنی اختیاری جہالت کو دور کرنے کی کوشش میں اپنی زندگی میں موجود شر سے پریشان اور خیر میں اضافہ کا خواہشمند بھی ہوتا ہے؛اس مضمون کے براہ راست مخاطب بھی یہی قلیل طبقہ ہے۔

گناہ گار مسلمان اور عملی منافق مسلمان میں اہم ترین فرق گناہ کی اہمیت اور اس کی سنگینی کے احساس کا ہے۔ ہم میں سے آج کون ہے جو یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ؛ گناہ کبیرہ کا ارتکاب اس کے نفس پر حدیث رسول ﷺ کے مطابق اس عورت (غامدیہ) کی طرح بھاری ہے؛ جس کو زنا کے گناہ کبیرہ نے تین سال اس طرح بے چین رکھا کہ آخر رجم کی گود میں اس نے سکون پایا۔ [موطا امام مالک۔ جلد اول۔ کتاب حدوں کے بیان میں۔ حدیث ۱۴۶۴]۔

ہماری تو سب سے بڑی کامیابی دل میں گناہ کبیرہ[4] کے احساس کو زندہ رکھتے ہوئے عملی طور پر اکثر کبیرہ گناہوں (مثلاً باجماعت نماز میں اختیاری کوتاہی؛ کفار کی ولایت کا اختیاری اقرار؛ غیر شرعی نظاموں میں اختیاری ملوث؛ سودی معاملات میں اختیاری ملوث؛ میوزک سے لطف اندوزی میں اختیاری ملوث؛ اسبال ازار میں اختیاری ملوث؛ مرد وعورت کے لباس میں باہمی مماثلت میں اختیاری ملوث؛ صغائر کو ہلکا اور مسلسل ارتکاب میں اختیاری ملوث وغیرہ) میں اپنے آپ کو معذور سمجھتے ہوئے ملوث ہونے اور توبہ استغفار کی بنیاد پر اللہ سبحان وتعالیٰ سے بخشش کی امید تک محدود ہے۔

اختیاری جہالت کے باعث ہم جیسے عملی منافق کی زندگی کا سب سے بڑا المیہ نہ صرف کبائر وصغائر کو اپنی زندگی میں جگہ دیتے ہوئے نیکی کے ایک ذاتی تصور میں مبتلا ہونا ہے بلکہ **اسی نیکی کے ذاتی تصور کو باہمی معاملات میں پیمانہ کے طور پر استعمال کرنا** بھی ہے۔ جس کے باعث عموماً مجھ جیسا عملی منافق اپنی زندگی میں موجود ظاہری وباطنی شر سے نہ صرف اختیاری جہالت کا شکار ہوتا ہے؛ بلکہ معاشرہ کے باہمی معاملات میں؛ دوسروں کی زندگی میں موجود ظاہری خیر وشر کے تناسب کے ادراک سے کوتاہ نظری کے باعث عموماً بد گمانیوں میں مبتلا رہتا ہے۔

یہ مضمون چونکہ ایک ذاتی اور حقیقی واقعہ کے نتیجے میں قلم بند ہوا ہے؛ اسی لیے اس کی ترتیب عام مضامین

---

[4] ملاحظہ فرمائیں "قوا انفسکم واھلیکم (ڈیجٹل ایڈیشن چہارم)" میں مضمون "گناہوں کی حقیقت" اور انفرادی مضمون "صغیرہ گناہ کی حقیقت"

(c) ketabton.com: The Digital Library

سے مختلف ہے اور یہ مضمون ایک خط پر مشتمل ہے جو اس مخصوص واقعہ کے بعد فریق مخالف کو شامل خیر کرنے کی نیت سے تحریر کیا۔

اس خط میں موضوع کی ایک جہت واضح طور پر قلم بند ہونے سے رہ گئی تھی؛ جس کا تعلق ہماری زندگی میں اختیاری فیصلوں سے ہے۔ ہمارا ایمان کامل ہے کہ غیب کا عالم محض اللہ سبحان و تعالیٰ اور کل خیر کا مالک بھی وہی ذات عالی ہے؛ مستقبل کے فیصلے محض اللہ سبحان و تعالیٰ سے خیر مانگتے ہوئے ظاہری معلومات کی بنیاد پر ہی کیے جاسکتے ہیں۔ اس ظاہری معلومات میں بھی اصل اہمیت ظاہری خیر و شر کے امور کو ہے نہ کہ فریق مخالف کے حسب و نسب؛ خوبصورتی یا مال و متاع کو۔ نماز استخارہ کے ذریعے ہم اسی ظاہری خیر اور اس کا سبب بننے والے باطنی خیر میں اضافہ کی دعا اور ظاہری شر اور اس کا سبب بنے والے باطنی شر سے دنیا و آخرت میں پناہ طلب کرتے ہیں۔

اگر ہماری **نیت** خالصاً اللہ سبحان و تعالیٰ سے اس کے خیر کی طالب ہو؛ اور ظاہری خیر و شر کے امور کا ممکنہ حد تک **تحقیقی علم** بھی موجود ہو؛ پھر **عملی طور** پر ظاہری خیر ظاہری شر پر حاوی بھی ہو؛ اور **نماز استخارہ** کی صورت میں فیصلہ سے پہلے اللہ سبحان و تعالیٰ سے مدد کی درخواست بھی کی ہو؛ تو ہمیں یقین ہونا چاہیے کہ اللہ سبحان و تعالیٰ کے فضل سے انتہائی بعید ہے کہ وہ ہمیں اختیاری طور پر اپنے خیر سے محروم کرے گا۔

اسی اصول پر جب ہم اپنے بیٹے یا بیٹی کا رشتہ دین کی بنیاد پر کرنے کا ارادہ کریں؛ تو سب سے پہلے **نیت** کو خالص کرنا لازم ہے؛ اگر فریق مخالف کی دینداری کے مساوی دنیاوی امور (یعنی مال؛ نسب یا خوبصورتی) بھی نیت میں شامل حال ہیں تو یہ خالص اور دیرپا خیر کے حصول کے مانع ہے۔ (یعنی کہ نیت میں واضح ہو کہ کیا فیصلہ کی بنیاد لڑکے یا لڑکی کی دینداری ہے؛ مال ہے؛ نسب ہے یا خوبصورتی ہے؟۔ مال؛ نسب یا خوبصورتی فیصلہ کی اضافی وجوہات ہوسکتیں ہیں مگر بنیادی وجہ دینداری ہی ہونی چاہیے)۔ نیت کے اخلاص کے بعد ہی فریق مخالف کے ظاہری خیر و شر کو **علمی** اور **عملی** دونوں سطحوں پر کھلے دل کے ساتھ معاشرتی دباؤ کے تناظر میں جانچے۔ (یعنی فریق مخالف سے ظاہری خیر میں اتنا ہی امید کرے جتنا وہ خود اختیار کر سکتا ہے؛ اور ظاہری شر میں بھی معاشرتی دباؤ کی روشنی میں اختیاری اور غیر اختیاری امور کا لحاظ رکھنے کی کوشش کرے؛ کیونکہ نہ تو ہم اسلامی معاشرہ میں زندہ ہیں؛ نہ ہی ہم نے صحابہ ؓ والی زندگی گزاری ہے اور نہ ہی اپنی اولاد کی پرورش اس نہج پر کی ہے)۔ اگر اس لازمی ہوم ورک کے بعد خیر کا پلڑا واضح ہو؛ تو **نماز استخارہ** کے ذریعے اس فیصلہ میں اللہ سبحان و تعالیٰ سے ظاہری و باطنی خیر میں استقامت و اضافہ اور دوام کی صورت میں مدد طلب

(c) ketabton.com: The Digital Library

کرنے کے بعد رشتہ قبول کرنے میں بلا وجہ لیت و لعل سے کام نہ لے۔

بحیثیت والدین اگر ہم فیصلہ کے اس طریقہ کار کو اپنی کلیات سمیت اپنا بھی لیں تو شاید اللہ سبحان و تعالیٰ کے حضور دینی معاملات میں ہمارا اخلاص اور اس کے نتیجہ میں اخروی اجر تو ثابت ہو جائے؛ مگر حدیث رسول ﷺ (۔۔۔۔تجھے دیندار کو حاصل کرنا چاہیے (اگر تو نہ مانے) تو تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں گے"۔) کے مطابق اس فیصلہ میں دیرپا خیر کی اصل چابی ان کے ہاتھ میں ہے جنہوں نے ازواج کے طور پر زندگی گزارنی ہے؛ اگر وہ اپنی نیت میں اخلاص سے **محروم**؛ خیر کے علم میں اضافہ سے **اختیاری غافل**؛ عمل میں **اختیاری سہل پسند** اور اللہ کی مدد سے **بے نیاز** تو محض ہماری خواہش پسندی اللہ سبحان و تعالیٰ کے خیر کو نہ اس دنیا میں متوجہ کر سکتی ہے اور نہ ہی آخرت میں۔ خصوصاً اس ازواجی رشتہ میں مرکزی اہمیت "قو انفسکم و اھلیکم" کے قرآنی حکم کے براہ راست مخاطب ہونے کے باعث مستقبل قریب میں ہونے والے ایک نئے خاندان کے سربراہ یعنی مرد کو حاصل ہے۔

****

ناموں کے حذف کے ساتھ خط کا مسودہ

****

بسم اللہ الرحمان الرحیم

مکرمی جناب 'زیڈ' صاحب؛

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ؛

اول کلام؛ کل تعریف اور شکر اس اللہ سبحان و تعالیٰ کی جس نے اپنے حبیب امام الانبیا محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے ہمیں استخارہ کی دعا جیسی عظیم بابرکت سنت عطا فرمائی؛ جس کے بدولت اللہ سبحان و تعالیٰ نے 'ایکس' اور 'وائی' کو باہم شر سے محفوظ فرمایا۔ الحمد للہ رب العالمین؛ آمین۔

> یاد دہانی کے لیے عرض کر دوں کہ دین میں خیر سے مراد اللہ کی قربت اور شر سے مراد اللہ سے فرقت ہے۔ ہر عمل چونکہ خیر و شر کا مجموع ہوتا ہے؛ تو اسی لیے ہم استخارہ کی دعا میں اللہ سبحان و تعالیٰ سے مطلوبہ عمل میں موجود خیر کے ذریعے دنیا و آخرت میں اللہ کی قربت اور اسی عمل میں موجود شر کے ذریعے دنیا و آخرت میں

(c) ketabton.com: The Digital Library

اللہ سے دوری سے پناہ کا سوال کر رہے ہوتے ہیں۔ خیر و شر کی تعریف کو ضرور ذہن نشین رکھیے گا؛ آگے مضمون میں کام آئے گی۔

اب چونکہ ہماری دنیاوی اَغراض ماضی کا قصہ ہو چکیں؛ تو یہ مختصر سا مضمون خالصاً رسول اللہ ﷺ کی حدیث "الدین النصیحه" یعنی "دین نصیحت کا نام ہے" کے پیش نظر آپ کو دینی نصیحت کی نیت سے قلم بند کر کے پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ تحریری شکل میں اپنے نقطہ نظر کو بیان کرنے کے تین (۳) بڑے فوائد ہیں؛

- کلام میں ربط برقرار رہتا ہے؛ جو باہمی مکالمہ کے صورت میں ممکن نہیں ہوتا۔
- موضوع کے ثقیل ہونے کے باوجود؛ تحریر کے قاری کو مکمل بات سمجھنے کا موقع نصیب ہوتا ہے؛ جو سامع کی صورت میں ممکن نہیں ہوتا کیونکہ عموماً دوران گفتگو انسان کا دماغ صرف پانچ سے دس فیصد معلومات ہی سمیٹنے پر قادر ہوتا ہے۔
- تحریر مصنف پر ایک حجت کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور قاری کے لیے مصنف کی فکری کوتاہی میں اصلاح کو دلائل کی بنیاد پر آسان کر دیتی ہے؛ جبکہ باہمی مکالمہ عموماً بحث و مباحثہ کی شکل اختیار کر کے دلوں میں رنجشوں اور مزید دوری کا باعث بھی بنتا ہے اور اصل موضوع سے استفادہ کا مانع بھی ہوتا ہے۔

گو میں یہ مضمون اپنی آخری گفتگو کے فوراً بعد بھی ارسال کر سکتا تھا؛ مگر اس میں دیر کا سبب؛ اول اپنی نیت کو خالص کرنا اور دوم آپ کے دل و دماغ کو اعتدال کی کیفیت میں آنے دینا تاکہ یہ نصیحت آپ کو کسی بھی قسم کے اعتراض کی شکل نہ معلوم ہو۔ برادر 'زیڈ' صاحب؛ میرا ایمان ہے کہ اس کائنات کا ذرہ ذرہ نہ صرف اپنے وجود کے لیے اللہ سبحان و تعالیٰ کا محتاج ہے بلکہ ہر زاویہ سے اس کی حکمت کاملہ کا مظہر ہے؛ چاہے وہ حکمت ہماری محدود سی عقل کے دائرہ میں آئے یا نہیں آئے۔ بعینہ ہماری زندگیوں میں رونما ہونے والے تمام چھوٹے بڑے واقعات بے مقصد نہیں بلکہ کل کے کل اللہ سبحان و تعالیٰ کی حکمت کاملہ کے تابع ہونے کے باعث ہماری زندگیوں میں ظاہری و باطنی خیر و شر (یعنی اللہ سے قربت یا دوری) کا باعث بنتے ہیں۔ ان ہی واقعات میں اپنی اَولاد کی بہتر زندگی کی فکر میں مختلف رشتوں میں سے کامل رشتے کی تلاش ایک انتہائی اہم واقعہ ہے خصوصاً جب کہ مسلمان معاشروں میں آج بھی؛ اس میں محض دو افراد نہیں بلکہ دو خاندان بطور فریق شامل ہوں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہر مسلمان معاشرہ تین طبقات کا مجموعہ ہوتا ہے؛کامل دین والا اقلیتی طبقہ؛دین سے بیزار اقلیتی طبقہ؛اور عملی منافقت والا اکثریتی طبقہ۔کامل دین والا اور دین سے بیزار اقلیتی طبقہ عموماً اپنے ہی طبقات میں ہی ازواجی معاملات کو ترجیح دیتا ہے؛جبکہ عملی منافقت والے اکثریتی طبقہ میں سے ایک اقلیت مندرجہ ذیل حدیث کی بنیاد پر دین کو اپنے بچوں کے رشتہ کی بنیاد تو بنانا چاہتا ہے؛مگر اس کے عوض دنیا کو چھوڑنے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔

- ✓ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "شادی کے لئے عورت کی چار باتیں دیکھی جاتی ہیں،مال،نسب،خوبصورتی، دین۔تجھے دیندار کو حاصل کرنا چاہیے (اگر تو نہ مانے) تو تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں گے"۔
  [صحیح بخاری۔ جلد سوم۔ نکاح کا بیان۔ حدیث ۸۲]

اسی سبب کے باعث کامل دین والے اقلیتی طبقہ سے رشتہ داری؛ان کے دنیاوی طرز زندگی میں انتہائی بڑے فرق کے سبب؛خود ان کے اپنے لیے یا خصوصاً ان کی اولاد کے لیے عملی طور پر ممکن نہیں ہوتا۔جس کی وجہ سے اب اس طبقہ کی امیدوں کا واحد محور؛اپنے ہی طبقہ میں موجود اپنے جیسے دیگر ہم فکر عملی منافقوں پر ہوتا ہے۔مگر اپنی موجودہ زندگیوں میں پائے جانے والے خیر وشر کے معیار کے تعین سے ناآگاہی اور نیت میں اخلاص میں کمی کے باعث اس عملی منافقت والی اقلیت کی اکثریت اپنے مطلوبہ مقصود کے حصول سے قاصر رہتی ہے یا مقصد حاصل ہونے کے باوجود ظاہری وباطنی خیر کے مطلوبہ نتائج سے محروم رہتی ہے۔اور چونکہ ہم دونوں کا تعلق اسی عملی منافقت والے اکثریتی طبقہ میں موجود اقلیت سے ہے؛تو اسی لیے باقی مضمون کے مخاطب یہی اقلیت ہے۔

ہر مسلمان کی زندگی میں اس کا دین ظاہری وباطنی خیر وشر کا مجموعہ ہوتا ہے؛جس میں رشتہ کی تلاش کے نقطہ نظر سے اصل اہمیت فریقین میں موجود ظاہری خیر اور شر کو حاصل ہے؛باطنی خیر اور شر ایک امر غیب ہونے کے باعث کسی بھی فیصلہ کی بنیاد بننے سے نہ صرف قاصر ہوتا ہے بلکہ اکثر اوقات فریق مخالف سے محض برے گمان اور اس کے متعلق حرام تجسس کا باعث بنتا ہے۔

شادی کے خواہشمند مرد یا عورت کو اپنے رشتہ کی تلاش سے پہلے اپنے والدین کو ظاہری خیر کے حوالے سے اپنے ذاتی محاسبہ کے بعد واضح کرنا چاہیے کہ وہ اپنی زندگی میں کس دینی فکر اور عقائد کے درجہ کا حامل ہے؛ دینی معلومات کی مناسبت سے کس درجہ میں اس کا شمار ہو سکتا ہے اور عملی طور پر دین میں وہ اپنے آپ کو کس درجہ میں گردانتا ہے؛تاکہ یہی محاسبہ اس کی موجودہ زندگی میں ظاہری خیر کا وہ کم سے کم مطلوبہ معیار واضح

(c) ketabton.com: The Digital Library

کر سکے جس میں ایک طرف تو اضافہ کی خالص نیت سے وہ اللہ سے استخارہ کے ذریعے (اپنے یا اپنی) شریک حیات کی تلاش کرنے کا امیدوار ہے اور دوسری طرف وہ اسی مطلوبہ معیار پر فریق مخالف کی زندگی میں موجود ظاہری خیر کے تناسب کے ادراک کے قابل ہو سکے گا۔

اور ظاہری شر کے حوالے سے بالعموم ہم اپنی زندگیوں میں کم علمی اور کوتاہ نظری کے باعث نہ صرف آگاہ نہیں ہوتے بلکہ عموماً ظاہری شر کو عین ظاہری خیر قرار دے رہے ہوتے ہیں اور فریق مخالف ہی اس کے اصل محاسبہ کی صلاحیت رکھتا ہے؛ اسی مناسبت سے دونوں فریق؛ فریق مخالف کی محاسبہ کی نیت سے ظاہری شر کا وہ کم سے کم مطلوبہ معیار ضرور واضح کر لیں جس کے میزان پر وہ اپنے فیصلوں کی بنیاد رکھ سکیں۔ مزید براں یہی فریق مخالف کے ظاہری شر کا محاسبہ دین کے فروعی معاملات میں وسعت قلبی پیدا ہونے کا بھی باعث بنے گا؛ **<u>خصوصاً اگر فریق دوم کی زندگی میں ظاہری خیر کا تناسب بالخصوص دینی افکار اور عقائد کی صورت میں؛ فریق اول کی زندگی میں موجود ظاہری خیر سے زیادہ ہوا۔</u>**

مسلمان کی زندگی میں دین میں ظاہری خیر تین صورتوں میں موجود ہوتا ہے اور ہر صورت کے چار درجات ہیں؛

ظاہر خیر کی صورت	درجہ اول (نامعلوم)	درجہ دوم (ادنی)	درجہ سوم (مضبوط)	درجہ چہارم (اعلی)
ظاہری دینی فکر اور عقائد	دنیاوی آزمائش کے منتظر	عموماً دنیاوی آزمائشوں میں قابل تغیر	عموماً دنیاوی آزمائشوں میں ناقابل تغیر	ہر حال میں ناقابل تغیر
ظاہری دینی معلومات	---	دین کی بنیادی باتوں تک محدود	عصری درسگاہوں میں دین کے درسی تعلیم کا حامل یا کم از کم دین کے اصولی اُمور سے تفصیلی آگاہی	دین کے انتہائی وسیع مطالعہ کے باعث دین کے اصولی اور فروعی اُمور سے تفصیلی آگاہی
ظاہری دینی اعمال	---	انفرادی سطح والے اعمال خیر	انفرادی + باہمی سطح (یعنی خاندان وحلقہ احباب) والے اعمال خیر	انفرادی + باہمی + اجتماعی سطح (یعنی معاشرتی) والے اعمال خیر

(c) ketabton.com: The Digital Library

بعینہ ہر مسلمان کی زندگی میں دین میں ظاہری شر بھی تین صورتوں میں موجود ہوتا ہے اور ہر صورت کے چار درجات ہیں؛

ظاہر شر کی صورت	درجہ اول (نامعلوم)	درجہ دوم (فاسد)	درجہ سوم (بدعتی)	درجہ چہارم (ضال)
ظاہری دینی فکر اور عقائد	---	فاسد افکار و عقائد	بدعتی افکار و عقائد	کفریہ افکار و عقائد
ظاہری دینی معلومات	---	بے دلیل آرا پر مبنی	اہل بدعت کی آرا پر مبنی	اہل زندیق کی آرا پر مبنی
ظاہری دینی اعمال	---	عموماً صغیرہ گناہوں میں ملوث	عموماً کبیرہ گناہوں میں ملوث	عموماً کفریہ اعمال میں ملوث

دین کی ان ظاہری خیر و شر کی صورتوں میں اصل اہمیت دینی افکار اور عقائد کو حاصل ہے اور عموماً لوگ ان ہی ظاہری دینی افکار اور عقائد کی بنیاد پر رشتہ بھی کرنا پسند کرتے ہیں؛ مثلاً شیعہ شیعہ سے؛ بریلوی بریلوی سے ؛دیوبندی دیوبندی یا اہل حدیث سے اور اہل حدیث اہل حدیث یا دیوبندی سے۔ اور یہی برحق بھی ہے کیونکہ دینی افکار اور عقائد کی بنیاد پر لوگ جمع بھی ہوتے ہیں اور ان ہی کی اصلاح سے دینی معلومات اور دینی اعمال میں خیر کا اضافہ اور شر سے پاکی ممکن ہے۔

نیت کے اخلاص پر مبنی؛ بے دلیل ظن اور حرام تجسس سے پاک؛ ظاہری خیر و شر کی بنیاد پر؛ ان دونوں مراحل کے محاسبات کے نتیجے میں طالب خیر فریقین کو چھ (٦) لازمی فوائد حاصل ہوں گے ؛

- اطمینان قلبی کہ ان کی کل سعی کا مقصد محض ان کے دین میں بڑھوتی ہونا۔
- ایک غیر واضح امر کا واضح امر میں تبدیل ہونا؛ یعنی ظاہری خیر و شر کے اس مطلوبہ معیار کا تعین جس کو رشتہ کی بنیاد قرار دیا جاسکتا۔
- فریقین کا باہمی مذاکرات میں اپنے اپنے ظاہری خیر و شر کے مطلوبہ معیار کے بارے میں حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کرنا؛ بجائے فریق مخالف سے اُس معیار کی توقع کرنا جس کے حصول سے فی الحال فریق اول خود بھی قاصر ہو۔
- اللہ سبحان و تعالیٰ سے استخارہ کے ذریعہ اس مطلوبہ معیار میں موجود ظاہری خیر میں اضافہ کی دعا اور ظاہری شر سے پناہ کی درخواست کرسکنا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

- رشتہ کی قبولیت یا رڈ دونوں صورتوں میں دونوں فریقوں کے لیے امکانی حد تک باعث اطمینان اور نزاع سے پاک رہنا۔
- رشتہ کی قبولیت کی صورت میں ظاہری خیر وشر میں کمی یا اضافہ کے واضح آثار کا تعین ممکن ہونا۔

خاندان کے سربراہ کو "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا **[سورۃ التحریم:٦]**" کے واضح قرآنی حکم کے باعث مرد کا عورت کی نسبت ظاہری خیر میں بہتر ہونا اور ظاہری شر سے پاک ہونا احسن ہے؛ کیونکہ عموماً ہماری عورتوں کو ایمان کی وہ پختگی نصیب نہیں ہوتی ہے؛ جو شادی کے بعد ان میں موجود خیر کی حفاظت اور ان کو اپنے شوہر کے شر سے پاک رکھ سکنے میں مددگار ثابت ہو سکے۔

مندرجہ بالا کلام کو صرف بات واضح کرنے کی نیت سے 'ایکس' اور 'وائی' کے حالیہ واقع پر ایک مثال کے طور پر اطلاق کر کے دیکھتے ہیں کہ کیا یہ محاسبات ہمیں کوئی لائحہ عمل کے تعین میں فائدہ مند ہو سکتے تھے یا نہیں؛

❖ 'ایکس' اور 'ایکس' کے والدین کی گفتگو کی بنیاد پر؛ دین میں ظاہری خیر وشر کے حوالے سے 'ایکس' کا محاسبہ

ظاہر خیر کی صورت	ظاہری خیر کی کیفیت	درجہ
ظاہری دینی فکر اور عقائد میں خیر	دین کو دنیا پر ترجیح دینے کا عزم؛ خصوصاً رزق کے معاملات میں اللہ پر کامل توکل کا عزم اور جہاد فی سبیل اللہ کا عزم۔ (دنیاوی آزمائش کی بھٹی سے گزرے بغیر؛ ان دونوں افکار اور عقائد کی حقانیت خود 'ایکس' پر بھی ثابت نہیں ہیں)	نامعلوم
ظاہری دینی معلومات میں خیر	سوشل میڈیا؛ یوتھ کلب؛ انٹرنیٹ؛ مختلف فیہ علماء کے خطبات؛ رحیق المختوم (زیر مطالعہ)	ادنی
ظاہری دینی اعمال میں خیر	حافظ قرآن؛ عمومی طور پر پابند نماز	ادنی

ظاہر شر کی صورت	ظاہری شر کی کیفیت	درجہ
ظاہری دینی فکر اور عقائد میں شر	دیوبندی عقائد پر کاربند۔	پاک
ظاہری دینی معلومات میں شر	نامکمل تحقیق	نامعلوم

(c) ketabton.com: The Digital Library

ظاہری دینی اعمال میں شر	[5] سوشل میڈیا کے ذریعے صنف مخالف کے ساتھ بات چیت؛ بے سکون نماز (مشاہدہ پر مبنی)؛ [6] باجماعت نماز میں غیر پابندی	فاسد

❖ دین میں ظاہری خیر و شر کے حوالے سے 'وائی' کا محاسبہ

ظاہر خیر کی صورت	ظاہری خیر کی کیفیت	درجہ
ظاہری دینی فکر اور عقائد میں خیر	دین کو دنیا پر ترجیح دینے کا عزم؛ خصوصاً اپنے پردہ کے متعلق۔ (ماضی قریب میں دنیاوی لحاظ سے ایک انتہائی احسن رشتہ سے محض بے پردگی کی شرط کے باعث انکار؛ **ثابت شدہ فکر**)	مضبوط
ظاہری دینی معلومات میں خیر	اسلامک یونیورسٹی میں اصول دین کے شعبہ میں سال سوم کی امتیازی طالبہ؛ دینی کتب کا مطالعہ (قلیل)۔	مضبوط
ظاہری دینی اعمال میں خیر	حافظ قرآن؛ پابند نماز؛ پردہ پر استقامت	ادنی

ظاہر شر کی صورت	ظاہری شر کی کیفیت	درجہ
ظاہری دینی فکر اور عقائد میں شر	سلفی عقائد پر کاربند۔	پاک
ظاہری دینی معلومات میں شر	قرآن وحدیث کی بنیاد پر مستند علمائے سلف وعلمائے دیوبند کی آرا پر مشتمل۔	پاک
ظاہری دینی اعمال میں شر	[7] دعائے خیر میں [8] مخلوط مجلس کا اظہار؛ [9] صنف مخالف کزن کے ساتھ بات چیت؛ اول وقت کی نماز میں غیر پابندی	فاسد

ان محاسبات کے نتائج پر بحث اس مضمون کا مقصد نہیں ہے کیونکہ اب یہ قصہ پارینہ ہو چکا؛ اللہ سبحان و تعالیٰ کی نہ صرف قضا نافذ ہو چکی بلکہ اس کی قضا پر اطمینان قلبی کے باعث چند ظاہری خیر مجھ پر واضح بھی ہو چکے: مثلاً۔۔۔

[5] عذاب کی وعید اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی کے دلائل کی غیر موجودگی کے باعث؛ صغیرہ گناہ

[6] حنفی مکتب فکر کے مطابق ترک واجب کی وجہ سے دین کبیرہ گناہ

[7] عملی بدعت ہونے کے باعث؛ صغیرہ گناہ

[8] عذاب کی وعید اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی کے دلائل کی غیر موجودگی کے باعث؛ صغیرہ گناہ

[9] عذاب کی وعید اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی کے دلائل کی غیر موجودگی کے باعث؛ صغیرہ گناہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

- اس مضمون کی شکل میں اپنے متفرق خیالات کو جمع کرنے کی توفیق۔
- ظاہری خیر وشر کے باہمی تقابل کی روشنی میں دعائے استخارہ پر یقین اور ایمان میں اضافہ ۔
- مستقبل میں رشتہ کی تلاش میں واضح لائحہ عمل کا تعین۔
- آپ کو نصیحت کی سعادت؛ جو شاید آپ کے گھر والوں کی مستقبل کی سعی کو آپ سب پر آسان اور نتیجہ خیز بنانے میں مدد کر سکے۔۔۔۔۔۔۔
- اس مضمون کی اشاعت کے ذریعے اپنے ہی جیسے مزید مسلمان بھائیوں کی اس دیرینہ مسئلہ میں اصلاح اور مدد کی کوشش۔

****

۔۔۔۔۔۔۔اختتام۔۔۔۔۔۔۔

****

انسان کی کل زندگی ماضی؛ حال اور مستقبل کا مجموعہ ہے اور دینی اعتبار سے ایک مسلمان سے مطلوب؛ ماضی کی جوابدہی کا خوف؛ حال کے معاملات میں دین کو دنیا پر ترجیح دینے کا مکلف ہونا اور مستقبل کے غیبی معاملات میں تقدیر پر ایمان کے باعث اللہ کی رضا پر راضی ہونے کی کیفیت ہے۔ مگر دینی زندگی سے کوتاہیوں کے باعث ہم عمومی طور پر ماضی کی جوابدہی سے بے خوف؛ حال کے معاملات میں دنیا کو دین پر ترجیح دینے والے اور مستقبل کے غیبی معاملات میں تقدیر پر ایمان کی کمی اور عمومی طور پر دنیا کی محبت کے باعث ہمہ وقت ذہنی دباؤ اور دل پسند ظاہری نتائج سے محرومی کے خوف میں مبتلا رہتے ہیں۔

دینی رشتہ کی تلاش اور بہترین زوج کا انتخاب کا تعلق ذی شعور افراد کی زندگیوں سے ہونے کے باعث خصوصاً مستقبل کے ان غیبی معاملات میں سے ہے؛ جس کے باطنی قابل تغیر اسباب اس کے ظاہری قابل تغیر اسباب سے کہیں زیادہ اور ناقابل ادراک ہیں اور لا محالہ باقی دینی و دنیاوی غیبی امور کی نسبت ہماری وسعت قلبی اور اللہ سبحان وتعالیٰ پر حسن ظن کا زیادہ محتاج ہے۔

یہ بات مسلمہ ہے کہ ہر انسان کی زندگی چند اصولوں کا مجموعہ ہوتی ہے؛ جتنے یہ اصول فطرت اسلام کے قریب ہوں گے اتنا ہی وہ اپنی زندگی میں سکون واطمینان کا حامل ہو گا اور جب مختلف اصول کے لوگ کسی

(c) ketabton.com: The Digital Library

مجبوری کے تحت باہمی زندگی گزارنے پر مجبور ہوں گے تو دیرپا نتائج کا حصول محض ایک سراب ہے؛ مغربی معاشرہ انہیں اصولوں میں ہم آہنگی کی تلاش میں سالوں سال بغیر شادی جیسے مقدس بندھن کے رہنا تو گوارا کرلیتا ہے مگر مذہب سے دوری؛ وسعت قلبی اور اللہ سبحان و تعالٰی پر حسن ظن سے محرومی کے باعث فیصلہ کی طاقت سے محروم ہوتا جارہا ہے۔ اور مسلمان معاشرہ میں بھی عمومی طور مرد کا اپنی واحد بنیادی ذمہ داری اور عورت کا دین و دنیا میں اپنے مطلوبہ مقام سے جہالت؛ دونوں کا دنیا کو دل میں اور دین کو جیب میں رکھنے کے منافقانہ اصول کے باعث؛ معاشرہ شادی جیسے مقدس بندھن کے دل پسند نتائج سے عمومی طور پر محروم نظر آتا ہے (الّا ما شاء اللہ)۔

جن مضامین کے حوالہ جات اس مضمون میں شامل ہیں ان کے مطالعہ کے لیے راقم کی کتاب "قوانفسکم و اھلیکم نارا (ایڈیشن چہارم)" اور انفرادی مضامین مندرجہ ذیل مقامات پر موجود ہے۔

https://archive.org/details/@furqanuddin

https://ketabton.com/books?search=furqanuddin&lang=any&category=any

لا الہ الا اللہ؛ لا الہ الا اللہ؛ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی الہٖ و صحابہٖ و بارك و سلم تسلیماً کثیرا کثیرا

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library